غزل

جناب سعادت نظیر، ایم، اے

ہوتا ہے طنز اُن کا تبسّم کبھی کبھی
جیسے مری فغاں ہے ترنّم کبھی کبھی

تیور سے آج دل کی وہ سمجھے کہے بغیر
ہوتی ہے خامُشی بھی تکلّم کبھی کبھی

شاید یقیں نہ آئے کہ ہوتی ہیں کشتیاں
ساحل پہ آ کے نذرِ تلاطُم کبھی کبھی

اب تابِ عرضِ حال کہاں ؟ مختصر یہ ہے
گِریہ کبھی کبھی ہے ، تبسّم کبھی کبھی

"کیا بات ہے"؟ وہ کہتے ہیں، کہیے تو کیا کہوں؟
"تم بیٹھے بیٹھے ہوتے ہو جو گُم کبھی کبھی

باہم دگر اگرچہ بڑی یک دِلی سی ہے
پھر بھی ہے دو دلوں کا تصادم کبھی کبھی

تہذیبِ عشق کچھ تو سعادت سے سیکھتے
راہِ وفا میں ملتے اگر تم کبھی کبھی